Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A comparative study of the Hadd Zina in the light of Ma'alam ul-Irfan and Zia ul-Quran interpretations

معالم العرفان اور ضیاء القرآن تفاسیر کی روشنی میں حد زنا کا تقابلی جائزہ

Ms. Reena Inayat
M. Phil scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Dr. Qaisar Bilal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Mr. Bilal Hussain
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Dr. Tahira Batool
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

Abstract:
The purpose of Islamic Shari'ah is the welfare of humanity, moral purification, and the establishment of a clean and healthy society. To achieve these goals, the Qur'an and Sunnah not only give moral teachings but also prescribe certain punishments (Hudood) for specific crimes. One of these is the Hadd (fixed punishment) for Zina (adultery or fornication), which has been prescribed to protect society from immorality, sexual disorder, and the destruction of the family system.
Zina is a crime that causes serious damage to society, morality, and religion. That is why Islam has set a strict punishment for it — to create a sense of fear and to prevent others from committing the same act.
Many scholars have explained the teachings of the Qur'an in different ways. Among them, Ma'alim al-Irfan (by Sofi Abdulhameed swati) and Zia-ul-Qur'an (by Pir Karam Shah Al-Azhari) are two famous Tafsir books. Both these commentaries explain Qur'anic rulings in detail, including the punishment for Zina, but they also show some differences in interpretation and perspective.
This study presents a comparative review of the punishment for Zina in light of these two Tafsirs. It looks at how both scholars explain the rulings, their legal basis, social impacts, and how they view its practical application.
This review is important because these two Tafsirs represent different religious and scholarly approaches. Studying them helps us better understand the depth of Qur'anic guidance and how Islamic law can be understood in today's world.
Key Words: Maalim ul Irfan and Zia ul Quran, Hadd Adultery, Comparison

تعارف:

اسلامی شریعت کا مقصد انسانیت کی فلاح و بہبود، اخلاقی تطہیر اور معاشرتی پاکیزگی کا قیام ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے قرآن و سنت نے جہاں اصلاحی تعلیمات دی ہیں، وہیں بعض جرائم کے لیے حدود اور تعزیرات بھی مقرر کی ہیں۔ انہی حدود میں سے ایک "حد زنا" ہے، جو انسانی معاشرے کو بے راہ روی، جنسی انتشار، اور خاندانی نظام کی بربادی سے بچانے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ زنا ایک ایسا جرم ہے جس کے سنگین معاشرتی، اخلاقی اور دینی اثرات ہوتے ہیں، اور اسی لیے اسلام نے اس کے لیے سخت سزا تجویز کی ہے تا کہ عبرت اور روک کا پہلو قائم ہو۔

قرآن مجید کی تفہیم کے لیے مختلف مفسرین نے اپنے اپنے انداز میں علمی و فکری خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں سے دو معروف تفسیری کتب معالم العرفان (مولانا مفتی محمد حسنؒ) اور ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ الازہریؒ) کو خاص مقام حاصل ہے۔ دونوں تفاسیر میں قرآنی احکام کو نہایت باریک بینی سے بیان کیا گیا ہے، اور حدود کے مسئلے پر بھی ان کے مختلف زاویہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں۔

زیرِ نظر تحقیقی مطالعہ میں معالم العرفان اور ضیاء القرآن کی روشنی میں "حد زنا" کے احکام، ان کی تعبیر، فقہی بنیادیں، معاشرتی اثرات، اور عملی اطلاق کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعہ کا مقصد نہ صرف دونوں مفسرین کے فہمِ قرآن کا تجزیہ کرنا ہے بلکہ اسلامی قانون کے اس اہم پہلو کو بہتر انداز میں سمجھنا اور اس کی موجودہ دور میں معنویت کو واضح کرنا بھی ہے۔

تفسیر کا لغوی معنی:

1۔ لفظ تفسیر کا مادہ فسر (ف، س، ر) ہے اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں ظاہر کرنا، کشف کرنا، بند چیز کو کھولنا (بے حجاب کرنا، ننگا کرنا) تشریح کرنا، توضیح و تفصیل کرنا اور کسی عبارت کے مطلب کو واضح اور بیان کرنا۔[1]

اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں تفسیر کے معنی ہیں (مقررہ قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے) قرآن مجید کی تشریح و توضیح اور تفصیل کرنا۔ اس کے مشکل الفاظ اور جملوں کے مفہوم و مطلب کو ظاہر کرنا، علماء نے کئی تعریفیں کی ہیں۔ جن میں سے چند اہم تعریفیں درج ذیل ہیں۔

1۔ علامہ زرکشیؒ کے نزدیک:

علامہ زرکشیؒ کہتے ہیں کہ: تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، کے مطالب، اس کے احکام اور اس کی حکمت سمجھی جا سکتی ہے۔[2]

2۔ علامہ ابو حیان اندلسی کے نزدیک:

علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق و تلفظ، ان کے مدلولات، ان کے مفرد اور مرکب ہونے کے احکام، حالت ترکیب میں ان کے معانی اور ان کے تتمات سے بحث کی جاتی ہے۔[3]

---

[1]۔ التھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، ج 1، بیروت: مکتبہ لبنان ناشرون، ص 491

[2]۔ زرکشی، امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ، البرہان فی علوم القرآن، بیروت، لبنان، دار الفکر، ج 1، ص 31

[3]۔ ابو حیان، محمد بن یوسف اندلسی غرناطی، البحر المحیط، بیروت، لبنان، دار الفکر، ج 1، ص 26

معالم العرفان کا تعارف:

گزشتہ دو صدیوں میں اس برصغیر میں جتنے بھی تراجم اور تفاسیر شائع ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر کی بنیاد یہی تراجم ہیں۔ تفسیر ''معالم العرفان فی دروس القرآن'' جو کچھ عرصہ قبل گوجرانوالہ میں بیس جلدوں میں منظر عام پر آئی ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس تفسیر کے مصنف حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتی (مرحوم) کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے شرفِ تلمذ اور روحانی نسبت کے ساتھ امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروق لکھنوی کے ادارہ سے بھی سندِ فضیلت حاصل ہے۔ آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں چار دن درس قرآن کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔

تفسیر ''معالم العرفان فی دروس القرآن'' دراصل صوفی صاحب مدظلہ کے ان ارشادات کا ہی مجموعہ ہے جو آپ نے چالیس برس سے زیادہ عرصہ پر محیط ان دروس میں بیان فرمائے۔ ابتدا ہی سے ان دروس کو ریکارڈ کرنے کا بندوبست کر لیا گیا تھا۔ اس طرح قرآن پاک کی مکمل تفسیر چار سو بچھتر کیسٹوں میں پوری ہوئی۔ اس کی طباعت کا سلسلہ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ مطابق اگست ۱۹۸۱ء میں شروع کیا گیا جو رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق جنوری ۱۹۹۶ء میں بیس جلدوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔[4]

ضیاء القرآن کا تعارف:

اس تفسیر قرآن کو ہمارے تفسیری ادب و روایت میں اہم ترین تفاسیر کا خلاصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ پیر کرم شاہ نے بطور خاص تفسیر ابن کثیر، بیضاوی، قرطبی، اور تفسیر مظہری سے استفادہ کیا ہے۔ بعض مقامات پر تفسیر رازی اور تفسیر روح المعانی سے مباحث اخذ کیے گئے ہیں۔ ''ضیاء القرآن ''میں ضیاء الامت نے اپنی تفسیر میں قرآن مجید کے متن کے مرکزی پیغام کے قریب رہنے کی کوشش کی ہے اور علمی موشگافیوں پر مبنی تفسیری مباحث سے اجتناب کیا ہے۔ اس میں پیر صاحب نے عام قاری کے فہم کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور علماء کے ذوق کی آبیاری بھی کی ہے۔ جسٹس پیر کرم شاہ نے اس تفسیر میں قرآن حکیم کے اہم الفاظ کی لغوی اور نحوی تحقیقات کا بھی خاص اہتمام کیا ہے۔ یہ فہم قرآن کے لیے بڑی اہمیت کی حامل تحقیق ہے بلکہ یہ لسانی ذوق کی دلیل بھی ہے۔ ضیاء الامت کی تفسیر ضیاء القرآن علمی مضامین کے ساتھ ساتھ روحانی مباحث سے بھی مملو ہے۔ مزید برآں تصوف کی اصطلاحات، بنیادی کتب نیز مولانا روم اور علامہ اقبال کے اشعار سے بھی تصوف کے اپنے مضامین کو واضح کرتے ہیں۔ فہم قرآن کے لازمی تقاضوں میں سے ایک لسانی مہارت اور ادبی ذوق بھی ہے۔ اس حوالے سے پیر کرم شاہ کی منفرد تفسیر قرآن کی ایک اہم خصوصیت مصنف کا اسلوب تحریر بھی ہے۔ الفاظ و تراکیب، معانی و مفہوم، محاورہ و اسلوب، زبان و بیان غرض ہر لحاظ سے نمایاں ہے۔ اب کا اسلوب تحریر لسانی حقائق و مفاہیم سے آشنائی اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہونے کے ساتھ ادبیت سے بھی بھرپور ہے۔ پیر صاحب کی لسانی مہارت و قدرت بیان پر مرزا غالب و علامہ اقبال کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کی اردو نہایت شستہ و رواں دواں نظر آتی ہے۔ ضیاء القرآن کی مذکورہ بالا عمومی خصوصیات کے علاوہ ایک اہم ترین خصوصیت وہ مباحث اور مضامین ہیں، جو عام طور پر تفاسیر قرآن میں نظر نہیں آتے۔ مفسر قرآن پیر صاحب نے قرآنی صورت کو معاصر دنیا کی صورت حال سے جوڑ کر دیکھا ہے اور قرآن پاک کی تفسیر میں عصر جدید کے سوالات کے جواب بھی تلاش کیے ہیں۔ ضیاء القرآن کی پانچوں جلدوں کے آخر میں مطالب کے عنوان سے

4۔ مطبوعہ روزنامہ پاکستان لاہور، 28 اپریل 2000ء

مضامین کا انڈیکس دیا گیا ہے اور ان قرآنی آیات کی نشاندہی کی گئی ہے جس کے تحت ان مباحث پر قرآنی نکتۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ اس فہرست مضامین میں ہمیں جہاں اسلامی عقائد و اعمال، توحید و رسالت، قیامت اور اوامر و نواہی نیز احکامات دین کے حوالے سے عنوان نظر آتے ہیں۔ انبیاء اکرام کے قصص، کفار و مشرکین کی خرابیوں، مومنین و متقین کا تذکرہ ہے۔ اصحاب رسول اور اہل بیت اطہار کا تعارف ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے موضوعات ہیں وہیں کچھ منفرد عنوانات بھی ہیں جو بہت جاذب نظر اور توجہ کھینچنے والے ہیں۔ ان عنوانات پر نظر ڈالنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عصری فہم و شعور کے حامل صوفی نے قرآن حکیم کی ہدایت کو کن کن زاویوں سے دیکھا ہے۔

1۔ انسان اور اس کی عظمت کا قرآنی تصور

2۔ عورت اور اس کے حقوق

3۔ شریعت اسلامیہ کی امتیازی خصوصیات

4۔ معاشیات

5 سیاسیات

6۔ اسلامی اخلاق و آداب

ان عنوانات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہری معاصر دنیا کے اہم مباحث سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ اس بارے میں قرآن مجید سے اخذ ہدایت کا ایک واضح تصور رکھتے ہیں۔ اگر آپ مذکورہ عنوانات کے تحت پیر صاحب کے بیان کردہ تفسیری نکات کو دیکھیں تو آپ کو خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ پیر صاحب معاشیات و سیاسیات کے معاصر مباحث سے بھی پوری واقفیت رکھتے ہیں اور ان پر قرآنی موقف کو بڑی صراحت اور قابل فہم دلائل سے بیان کرتے ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن میں ترجمہ کا انداز بے مثل و بے نظیر ہے اور قرآن پاک کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کو سمجھنے کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں حق تعالیٰ نے خود پیر کرم شاہ کی رہنمائی فرمائی۔ تفسیر کا انداز بیان نہایت دلنشین اور اثر انگیز ہے اور پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ علم و حکمت کی ایک جوئے رواں ہے جو مسلسل بہہ رہی ہے اور ہر شخص اس سے بقدر ظرف استفادہ کر سکتا ہے"

اسلامی قانون، جسے شریعت کہا جاتا ہے، مسلمانوں کے لیے ایک مکمل نظام زندگی ہے جو ان کے انفرادی، اجتماعی، روحانی، اور دنیاوی معاملات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ قانون اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ہدایت پر مبنی ہے اور اس کا بنیادی مقصد انصاف، مساوات، اور فلاح و بہبود کو فروغ دینا ہے۔[5]

معالم العرفان اور ضیاء القرآن میں حد زنا کا تقابل:

حدود:

الحدود: جمع حد، وهو في اللغة المنع، وفي الشرع: عقوبة مقدرة وجبت حقا الله تعالى.[6]

"حدود، حد کی جمع ہے۔ لغوی معنی روکنا۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ مقرر کردہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہو۔"

"الحد في اللغة: عبارة عن المنع، ومنه سمي البواب حدادا، المنعه الناس من الدخول، وفي الشرع: عبارة عن عقوبة مقدرة واجبة حقا لله تعالى عز شأنه بخلاف التعزير فإنه ليس بمقدر، قد يكون بالضرب وقد يكون بالحبس وقد يكون بغيرهما،

5۔ ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال، منتخب تفاسیر کے مقدمات کا مطالعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، 2022ء، ص187

6۔ الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، ص83

وبخلاف القصاص فإنه وإن كان عقوبة مقدرة لكنه يجب حقا للعبد حتى ىجري فيه العفو والصلح، سمي هذا النوع من العقوبة حدا؛ لأنه يمنع صاحبه إذا لم يكن متلفا وغيره بالمشاهدة، ويمنع من يشاهد ذلك ويعاينه إذا لم يكن متلفاء لأنه يتصور حلول تلك العقوبة بنفسه، لو باشر تلك الجناية فيمنعه ذلك من المباشرة، والله سبحانه وتعالى أعلم."[7]

"لغت میں حد کا معنی روکنا، باز رہنا۔ اسی معنی کے اعتبار سے دربان کو بھی" حداد "کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو (کسی جگہ میں) داخل ہونے سے روکتا ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سزائیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے (اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا)۔ "حد" تعزیر اور قصاص سے مختلف ہے۔ تعزیر سے اس طرح کہ تعزیر کی مقدار اور نوعیت متعین نہیں ہوتی کبھی مار پیٹ تو کبھی قید وغیرہ۔ اور قصاص اگرچہ مقرر ہے لیکن اس میں بندے کا حق شامل ہوتا ہے۔ اسی لئے قصاص میں درگزر اور صلح بھی قابل قبول ہے۔ حد کے لئے یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ یہ مجرم کے لئے رکاوٹ ہوتی ہے۔ مشاہدے سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ حدود نافذ ہونے سے لوگ جرم سے بچ جاتے ہیں اور جو ان سزاؤں کا عین مشاہدہ کرتا ہے تو ان سزاؤں کا مقصود ہونا ہی اس کو جرم کرنے سے باز رکھتا ہے۔

اسلامی حدود کی تعداد:

اسلام میں سات جرائم کو قابل حد تصور کیا جاتا ہے اگرچہ حدود کی تعداد کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف رائے پایا جاتا ہے لیکن وہ اختلاف صرف الفاظ کی حد تک ہے۔

"الحدود الشرعية: هي العقوبات المرتبة على الجنايات و لم يرد في الشرع الإسلامي إلا سبعة خدود على سبع جنايات بالنص وقد وكل ما عداها إلى القاضي وتلك الحدود هي حد الردة وحد البغي، وحد الزناء وحد القذف، وحد السرقة، وحدقطع الطريق، وحد شرب الخمر."[8]

"حدود شرعیہ سے مراد وہ سزائیں ہیں جو مخصوص جرائم کی وجہ سے مجرم پر مرتب ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں سات جنایات (جرائم) کے سرزد ہونے پر سات سزائیں عائد ہوتی ہیں۔ حد ارتداد، حد بغاوت، حد زنا، حد قذف، چوری کا حد، ڈاکہ کا حد، حد شراب نوشی۔"

1۔ حد زنا:

زنا کی تعریف:

الزنا الوطء في قبل خال عن ملك وشبهة.[9]

"زنا سے مراد ایسی عورت سے، شرم گاہ میں مباشرت کرنا جو نہ ملکیت میں ہو اور نہ یہ شبہ ملکیت پایا جاتا ہو۔"

فأما الزنى فهو كل وطء وقع على غير نكاح، ولا شبهة نكاح، ولا ملك ىمىن[10]

"زنا ہر اس مباشرت کو کہا جاتا ہے جو کسی ایسی عورت سے ہو۔ جو نہ نکاح میں ہو، نہ نکاح کا امکان ہو اور نہ ہی ملکیت میں (لونڈی) ہو۔"

---

[7] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، طباعت ثانی، 1986، ج7، ص33

[8] وجدی، محمد فرید، دائرہ المعارف قرن العشرون، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1981، ج3، ص378

[9] الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ص115

[10] ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دار الحدیث، القاہرہ، 2004، ج4، ص215

حد زنا:

والزناةُ الَّذينَ تختَلِفُ الْعُقُوبَةُ باختلافِهِمْ أَرْبَعَةُ أَصْنَافٍ مُحْصَنُونَ ثَيِّبٌ، وَأَبْكَارٌ، وَأَحْرَارٌ، وَعَبِيدٌ وَذُكُور واناث والحُدُودُ الإِسْلَامِيَّة ثَلَاثَة: رجم، وجَلْدٌ، وَتَغْرِيب.. فَأَمَّا الثَّيِّبُ الأحرار..و لم يخصص حرا منْ عَبْد.[11]

"زانی (زنا کے ارتکاب کرنے والے) کے اعتبار سے حد زنا کی مختلف اقسام ہیں۔رجم (سنگسار)، جلد (کوڑے مارنا)، تغریب (جلاوطن کرنا)، زانی اگر شادی شدہ (محصن) ہو، آزاد ہو تو اس کی سزا سنگساری ہے یعنی پتھر مار مار کر قتل کرنا، اور اگر زانی غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے خواہ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ غیر شادی شدہ کی سزا (سو کوڑوں) کے ساتھ ساتھ تغریب میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ باندی، اگر زنا کا ارتکاب کریں تو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ غلام کے لئے بھی زنا کا حد پچاس کوڑے ہیں۔

معالم العرفان میں حد زنا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ".[12]

ترجمہ: بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد، پس مارو ان میں سے ہر ایک کو سو درے۔ اور نہ پکڑے تم کو ان دونوں کے بارے میں نرمی اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔ اور چاہیے کہ حاضر ہو ان کی سزا کے وقت ایک گروہ ایمان والوں کا۔ اور بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار عورت سے یا شرک کرنے والی سے۔ اور بدکار عورت نہیں نکاح کرتا اُس کے ساتھ مگر بدکار مرد یا شرک کرنے والا۔ اور حرام قرار دیا گیا ہے یہ ایمان والوں پر۔

سورۃ ہذا کی پہلی آیت میں اللہ نے بڑے زوردار طریقے سے اس کی اہمیت بیان فرمائی تاکہ اس سے نصیحت حاصل کی جاسکے، اب اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسداد زنا کا قانون بتلایا ہے اور اُس کی بعض ذیلی دفعات کا ذکر کیا۔ بدکار مرد و زن کی سزا کا ایک حصہ اس آیت میں ہے۔ جب کہ دوسرا حصہ اور مزید تفصیلات احادیث میں موجود ہیں۔ اس ضمن میں فقہائے کرام کی وضاحتیں بھی موجود ہیں۔

مفسرین کرام اور علماء عظام یہ بنیادی بات بیان کرتے ہیں کہ قانون خواہ کتنا اچھا ہو جب تک اُس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر مریض کے لیے نسخہ تجویز کرتا ہے تو اس اچھے سے اچھے نسخے کو بھی محض زبانی پڑھنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک نسخے کے مطابق دوائی خرید کر استعمال نہ کی جائے۔ اسی طرح قانون کی محض تلاوت کا کچھ فائدہ نہیں جب تک اس پر عمل درآمد نہ کیا جائے۔ زنا دو قسم سے ہے۔ اگر کوئی کنوارہ شخص اس فعل کا مرتکب ہوگا تو اسے اس آیت میں مذکورہ سزا دی جائیگی یعنی سو درے لگائے جائیں گے اور اگر کوئی شادی شدہ شخص زنا میں ملوث ہوتا ہے تو اس کی سزا سنگساری ہے۔ تورات میں بھی یہی قانون تھا کہ ایسا شخص جان سے مارا جائے گا۔

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت حذیفہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا معشر النَّاسِ اتَّقُوا الزنا اے انسانوں کے گروہ! زنا جیسی برائی سے بچتے رہو کیونکہ اس میں چھ باتیں پائی جاتی ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے اور تین کا تعلق آخرت سے ہے۔ دنیا

---

[11] ایضاً، ص 217-220

[12] النور: 2،3

سے متعلق تین باتیں یہ ہیں کہ زانی کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، بعض اوقات وہ محتاجی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی عمر میں خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کی آخرت کی خرابی یہ ہے کہ اس پر اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔ اس کا حساب برا ہو گا اور وہ جہنم کا شکار بنے گا۔[13]

بدکاری اور اس قبیل کے دیگر جرائم کی قباحت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بدکاری کا فعل عرف یعنی انسانی سوسائٹی کے اخلاق کے اعتبار کے بھی خلاف ہے اور انسانی عقل کے بھی خلاف ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی ناراضگی کے اعتبار سے یہ بڑا قبیح گناہ ہے۔ اس فعل کے ارتکاب سے نہ صرف خود زناکار متاثر ہوتا ہے بلکہ اس سے پوری سوسائٹی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بدکاری کے نتیجے میں نسل خراب ہوتی ہے۔ اخلاق بگڑتا ہے اور معاشرے میں دیگر خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور! کون سا گناہ زیادہ قبیح ہے؟ تو آپ نے فرمایا، سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ عرض کیا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ اولاد کو اس وجہ سے قتل کرنا کہ انہیں کما کر کون کھلائے گا۔ ابن مسعود نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ فرمایا کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ برائی کرو، تورات میں بھی اس کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔

زنا کا ثبوت دو صورتوں میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ۔ زانی پر چار عینی گواہ پیش کیے جائیں جس کا ذکر اگلی آیات میں آ رہا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ زانی مرد یا زانی عورت خود اقرار کرے کہ اس نے اس فعل بد کا ارتکاب کیا ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں جن مجرمین کو زنا کی سزا دی گئی، ان سب نے اس جرم کا خود اقرار کیا تھا۔

سنگساری کی سزا کے لیے مجرم کا محصن ہونا ضروری ہے، ورنہ یہ سزا نہیں دی جاسکے گی محصن کی شرائط یہ ہیں کہ مجرم مسلمان ہو، غیر مسلم اس سزا کا مستحق نہیں ہے۔ البتہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس سزا کے لیے یہ شرط نہیں ہے بلکہ مسلم یا غیر مسلم سب کو سنگسار کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے مَنْ أشرك فليس بمحصن یعنی مشرک آدمی محصن نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کو امام اسحاق ابن راہویہؒ نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ اور امام دارقطنی اور صاحب ہدایہ نے اس کو نقل کیا ہے۔ امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک یہودی اور یہودیہ کو اس جرم میں رجم کیا تھا۔ اس کے جواب میں امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ

غیر مسلموں کی یہ سزا اسلامی ضابطے کے مطابق نہیں تھی بلکہ تورات کے قانون کے مطابق تھی۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ سورۃ المائدہ میں موجود ہے۔ جب یہودی مجرم حضور ﷺ کی عدالت میں پیش ہوئے تو آپ نے تورات منگوا کر اسے پڑھنے کے لیے کہا۔ یہودی سنگساری کی سزا کو چھپانا چاہتے تھے مگر حضور ﷺ کی وجہ سے اللہ نے اسے ظاہر کر دیا۔ یہودی نادم ہوئے اور مجرموں کو سنگساری کی سزا دی گئی۔[14]

ضیاء القرآن میں حد زنا:

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا. وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا.[15]

13۔ سواتی، صوفی عبد الحمید، معالم العرفان، شعبان 1428ھ، مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ، ج6، ص214-217

14 سواتی، صوفی عبد الحمید، معالم العرفان، ج6، ص215-217

15 النساء:15-16

ترجمہ: اور جو کوئی ارتکاب کرے بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو (تہمت لگانے والے سے) ان پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو گھروں میں یہاں تک کہ پورا کر دے ان (کی زندگی) کو موت یا بنادے اللہ تعالیٰ ان (کی رہائی) کے لئے کوئی رستہ۔ اور جو مرد عورت ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے تو خوب اذیت دو انہیں پھر اگر دونوں توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو چھوڑ دو انہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

دوسری برائیوں کی طرح زنا بھی جاہلیت میں عام تھا۔ پیشہ ور عورتیں اپنے مکانوں پر مخصوص پرچم لہرایا کرتیں اس فعل شنیع کے ارتکاب کو (چند ذی شرف خاندانوں کی مستورات کے علاوہ) چنداں معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس فعل بد کی روک تھام کے لیے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سزا اور سزا بھی سنگین مقرر کی۔ لیکن ابتداء ہی میں اس سنگین سزا کا نفاذ نہیں فرمایا بلکہ آہستہ آہستہ اور تدریجاً۔ جن دو آیتوں میں ابتدائی زمانہ میں جو سزا مقرر ہوئی اس کا ذکر ہے۔ سدی، قتادہ اور کئی دوسرے ائمہ تفسیر کے نزدیک پہلی آیت شادی شدہ عورتوں کے متعلق ہے کہ اگر وہ اس جرم کا ارتکاب کریں تو انھیں ان کے گھروں میں بطور سزا بحکم حاکم نظر بند کر دیا جائے یہاں تک کہ ان کی زندگی ختم ہو جائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی دوسرا حکم نازل فرمادے۔ (یہ آخری کلمات اس بات کا صاف پتہ دیتے ہیں کہ یہ عمر قید کی سزا عارضی سزا ہے اور اس کے بعد کوئی دوسری سزا تجویز ہونے والی ہے) اور دوسری آیت میں غیر شادی شدہ مرد و عورت کی سزا کا ذکر ہے۔ لیکن یہ سزا تب دی جائے گی جب جرم ثابت ہو جائے اور اس جرم کا تعلق کیونکہ عزت و آبرو سے ہے اس لیے اس کے اثبات کے لیے دو نہیں چار گواہوں کی ضرورت ہے۔ چاروں گواہ مسلمان ہوں، مرد ہوں، عاقل ہوں اور آزاد ہوں۔ کچھ عرصہ بعد سورۂ نور کی آیت (الزانية والزاني) نازل ہوئی جس میں غیر شادی شدہ زناکار عورت اور مرد کی سزا بیان کی گئی اور سنت صحیحہ نے شادی شدہ عورت و مرد کی سزا رجم مقرر فرمائی۔[16]

ان دو تین آیتوں میں محصنات اور محصنین کے الفاظ کا کئی بار تکرار ہوا ہے لیکن کسی جگہ اس کا معنی شادی شدہ کہیں پاکباز کہیں آزاد اور کہیں کنوارا کیا گیا ہے جس سے اگر کسی نو آموز کے ذہن میں تردد پیدا ہو جائے تو کچھ بعید نہیں کہ ایک لفظ ہے اور قدم قدم پر اس کے معانی بدلتے چلے جارہے ہیں۔ اس لیے اس تردد کے ازالہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان الفاظ کی تحقیق کی جائے ان الفاظ کا ماخذ احصان ہے۔ اس کا لغوی معنی روکنا اور حفاظت کرنا ہے اسی لیے قلعہ کو حصن کہتے ہیں کیونکہ وہ دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور مضبوط زرہ کو درع حصینة کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی حریف کے وار سے جسم کی حفاظت کرتی ہے اسی مناسبت سے جو مرد یا عورت بدکاری سے اپنی حفاظت کرے اسے بھی محصن اور محصنہ کہتے ہیں۔ اس حفاظت کے متعدد اسباب ہیں۔ اسلام، آزادی، طبعی عفت، بکارت اور زواج۔ ان میں سے ہر ایک چیز انسان کو بدکاری سے روکنے والی ہے۔ اس لئے موقع اور محل کی مناسبت سے اس لفظ کا معنی متعین کیا جائے گا۔ خصوصاً معنی کا وہ تعین جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ وہ قطعی ہو گا اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں۔ یہاں محصنات کا معنی آزاد باکرہ لڑکیاں ہیں اور یہاں محصنات کا یہ معنی حضور کریم ﷺ کا متعین کردہ ہے۔ کیونکہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق انھیں کی سزا سو /100 درے ہے جس کا نصف پچاس درے مسلمان لونڈی کی سزا ہے دوسرے قوانین میں مراعات اور گنجائشیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو صاحب جاہ و ثروت ہوں اور سوسائٹی میں کوئی بلند مقام رکھتے ہوں لیکن اس دین فطرت میں ان مراتب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ انسان کی فطری کمزوریوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

---

[16] پیر، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، 1995ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور، ج 1، ص 327-328

جہاں پھسلنے کے امکانات زیادہ اور بچنے کے وسائل کم ہیں۔ وہاں سزا میں تخفیف کر دی گئی۔ غلاموں، باندیوں، غیر شادی شدہ اور شادی شدہ مردوں اور عورتوں کی سزا میں کمی بیشی کا یہی راز ہے۔[17]

نتائج البحث:

اس تحقیق میں حدِ زنا سے متعلق معالم العرفان اور ضیاء القرآن کی تحقیق کرنے کے بعد محقق کے سامنے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئیں۔

1۔ زنا کی سنگینی اور سزا کا قرآنی حکم

قرآن کریم نے سورۃ النور میں زنا کی سزا کا واضح اعلان کیا ہے کہ زنا کرنے والے مرد و عورت کو 100 کوڑوں کی سزا دی جائے گی، اور اس موقع پر نرمی اور ہمدردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس سزا کا مقصد عبرت دلانا اور معاشرے کو پاکیزہ بنانا ہے۔ یہ سزا ان لوگوں کے لیے ہے جو غیر شادی شدہ ہوں۔ سزا کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ چار عینی گواہ پیش کیے جائیں یا زانی خود اقرار کرے۔

2۔ شادی شدہ افراد کے لیے سنگین تر سزا

اگر کوئی شادی شدہ شخص زنا کا مرتکب ہو تو اس کی سزا سنگساری (رجم) ہے، جیسا کہ احادیث نبویہ اور سنتِ متواترہ سے ثابت ہے۔
حضور ﷺ کے دور میں جن افراد کو رجم کی سزا دی گئی، انہوں نے خود اقرار کیا تھا۔ تورات میں بھی یہی سزا موجود ہے، اور بعض یہودیوں کو نبی کریم ﷺ نے تورات کے قانون کے مطابق رجم کروایا۔

3۔ سزا کے نفاذ کے لیے شروط

زنا کی سزا صرف تب دی جائے گی جب جرم مکمل طور پر ثابت ہو جائے۔ سنگساری کے لیے لازم ہے کہ مجرم محصن ہو یعنی مسلمان، بالغ، عاقل، آزاد اور شادی شدہ۔ غیر محصن افراد کے لیے 100 کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے درمیان غیر مسلم زانی کی سزا کے متعلق اختلاف موجود ہے، جہاں ایک اسے بھی سنگسار کرنے کا قائل ہے، جبکہ دوسرا اسے تورات کے قانون سے محدود مانتا ہے۔

4۔ احصان کا مفہوم اور سزا میں فرق

لفظ "محصن" کا لغوی مطلب ہے "محفوظ ہونا" یا "روک تھام"۔ اس کی تفہیم موقع کے مطابق بدلتی ہے — کہیں اس سے مراد شادی شدہ ہونا ہے، کہیں آزاد ہونا، کہیں باکرہ ہونا۔ سنت نبوی کی روشنی میں محصن یا محصنہ کی تعریف متعین کی جاتی ہے، اور اس بنا پر سزا کا تعین کیا جاتا ہے۔ غیر شادی شدہ آزاد عورت کی سزا 100 کوڑے ہے جبکہ باندی کی سزا اس کا نصف یعنی 50 کوڑے ہے۔

5۔ زنا کے اخلاقی و سماجی اثرات

زنا صرف ایک انفرادی گناہ نہیں بلکہ پورے معاشرے پر اس کے مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چہرے کی رونق ختم ہونا، محتاجی، عمر میں برکت کا خاتمہ، اللہ کی ناراضگی، بر احساب اور جہنم کی سزا۔ یہ وہ تباہیاں ہیں جو زنا کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ اس فعل سے نہ صرف نسل خراب ہوتی ہے بلکہ سوسائٹی میں اخلاقی انحطاط اور دیگر جرائم کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔

6۔ اسلامی قانون کی جامعیت اور تدریج

اسلام نے زنا جیسے قبیح فعل کی روک تھام کے لیے تدریجی حکمت عملی اپنائی۔ ابتدائی دور میں وقتی سزا جیسے نظر بندی یا معمولی اذیت رکھی گئی،

---

[17] ایضاً، ص 336

بعد میں قرآن وسنت کے ذریعے مفصل قوانین نافذ کیے گئے۔ اسلامی نظام میں سزا دینے کا معیار مساوات پر مبنی ہے۔ نہ جاہ وثروت دیکھی جاتی ہے، نہ حسب ونسب۔

7۔ زنا کا ثبوت اور اسلامی عدالتی اصول

زنا جیسے سنگین جرم کا ثبوت عام گواہی سے نہیں بلکہ چار عینی، مرد، مسلمان، عاقل اور آزاد گواہوں کی موجودگی سے قائم کیا جائے گا۔ اگر گواہ ناکام ہوں تو جھوٹی تہمت لگانے والوں کو قذف کی سزا دی جائے گی۔ یہ عدالتی اصول انسانی عزت و آبرو کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔

یہ تمام نکات واضح کرتے ہیں کہ اسلام نے زنا کو ایک سنگین جرم قرار دے کر اس کے انسداد کے لیے مکمل اور عادلانہ قانونی نظام فراہم کیا ہے جو صرف سزا پر نہیں بلکہ اصلاح، تحفظ، اور معاشرتی بہتری پر بھی مبنی ہے اور دونوں تفاسیر ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

[1] التھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، ج 1، بیروت: مکتبہ لبنان ناشرون، ص 491

[2] زرکشی، امام بدرالدین محمد بن عبد اللہ، البرہان فی علوم القرآن، بیروت، لبنان، دارالفکر، ج 1، ص 31

[3] ابو حیان، محمد بن یوسف اندلسی غرناطی، البحر المحیط، بیروت، لبنان، دارالفکر، ج 1، ص 26

[4] مطبوعہ روزنامہ پاکستان لاہور، 28 اپریل 2000ء

[5] ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال، منتخب تفاسیر کے مقدمات کا مطالعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، 2022ء، ص 187

[6] الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، ص 83

[7] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیبالشرائع، دارالکتب العلمیہ، طباعت ثانی، 1986، ج 7، ص 33

[8] وجدی، محمد فرید، دائرہ المعارف قرن العشرون، دارالفکر، بیروت، لبنان، 1981، ج 3، ص 378

[9] الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ص 115

[10] ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دارالحدیث، القاہرہ، 2004، ج 4، ص 215

[11] ایضاً، ص 217-220

[12] النور: 3، 2

[13] سواتی، صوفی عبد الحمید، معالم العرفان، شعبان 1428ھ، مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ، ج 6، ص 214-217

[14] سواتی، صوفی عبد الحمید، معالم العرفان، ج 6، ص 215-217

[15] النساء: 15-16

[16] پیر، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، 1995ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور، ج 1، ص 327-328

[17] ایضاً، ص 336